



**THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES**

OFFICIAL REPORT

Thursday, February 2, 2012
(77th Session)
Volume X No. 12
(Nos.01-12)

CONTENTS

	Pages
1. Recitation from the Holy Quran.....	1
2. Questions and Answers.....	
3. Leave of Absence.....	
4. Legislative business	

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-X
No.01

SP.VII(03)/2011
130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, February 02, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ

فَأْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿٥٥﴾

(ترجمہ) کہہ دو اسے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر یقین رکھتا ہے اور اس کی

(سورة الاعراف آیت ۱۵۸)

پیروی کرو تا کہ تم راہ پاؤ۔

Questions and Answers

جناب چیئرمین: بسم الله الرحمن الرحيم۔ We may now take up questions. اسماعیل بلیدی صاحب موجود

ہیں؟ موجود نہیں ہیں۔ حسیب صاحب۔

Q. 73

جناب چیئرمین: No supplementary. جی آپ کا سوال ہے؟ جی۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, there is a tremendous amount of income from this organization and this is good thing. The State Life Insurance Corporation seems to be functioning well. I would like to ask the honourable minister a simple question that if a profit of about 80 billion comes from this, how is it being utilized. Is it being utilized for the welfare of the people of Pakistan in any way whatsoever.

جناب چیئر مین: جی منسٹر صاحب۔

مخدوم امین فہیم: اس میں جو جواب furnish کیا گیا ہے، وہ ادھر آ گیا ہے۔ Further detail, last time بھی کہا گیا تھا کہ آپ یہ پوچھ کر ہمیں بتائیں۔ ہم نے سٹیٹ لائف کو لکھا تھا۔ وہاں سے ابھی تک جواب نہیں آیا۔ May be next sitting میں ہم اس کا جواب دے سکیں۔

جناب چیئر مین: Next question حافظ رشید صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔

Q. 8

Mr. Chairman: Zahid Sahib, any supplementary?

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! اس کا جواب ہی نہیں آیا ہے۔

جناب چیئر مین: جی لکھا ہے، no delegation، جواب آچکا ہے۔

Senator Zahid Khan: No supplementary.

جناب چیئر مین: Thank you. Next question اسماعیل بلیدی صاحب۔ اس کا reply نہیں آیا ہے۔ Deferred to

the next rota day. ایس ایم ظفر صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔

Q.13

Mr. Chairman: Any supplementary.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: No supplementary.

Mr. Chairman: Next question.

Q. No.85

(جاری)

T02-02FEB2012---ASHFAQ/ED.ZAFAR---UR5---4.40PM

جناب چیئرمین: ایس۔ ایم ظفر صاحب سوال نمبر 13۔

(Question No.13)

Mr. Chairman: Next question No.85, Talha Mehmood *sahib*.

(Question No.85)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Professor Khurshid Ahmad: No supplementary.

Mr. Chairman: Next question No.86, Talha Mehmood *sahib*.

(Question No.86)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Professor Khurshid Ahamd: No supplementary.

Mr. Chairman: Next question No.87, Talha Mehmood,

طلحہ محمود صاحب آتے نہیں ہیں اور سوالات بہت کرتے ہیں۔ پروفیسر صاحب! آپ یہ سوال بھی ان کے behalf پر کر لیں۔

(Question No.87)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Professor Khurshid Ahmad: No supplementary.

Mr. Chairman: Next question No.88 Ismail Buledi *sahib*,

وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ آپ ان کے behalf پر سوال نمبر پڑھ لیں۔ Ministers موجود ہیں لیکن members موجود نہیں ہیں۔

(Question No.88)

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین صاحب! میں نے جواب نہیں پڑھا، اس لیے کوئی supplementary

نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جن کا question ہے، وہ آئے ہی نہیں ہیں۔ اس کے بعد سوال نمبر 89 اسماعیل بلیدی صاحب، وہ بھی

موجود نہیں ہیں۔

(Question No.89)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Question was that how much amount has been collected under the head of Welfare Fund in Pakistan missions, its utilization and the utilization has not been given in the reply, if the honourable Minister could clarify on that?

جناب چیئرمین: جی Minister صاحب۔

Ms. Hina Rabbani Khar (Minister for Foreign Affaris): Sorry, I did not get it, which question he is referring to, pass through this question rather quickly.

Mr. Chairman: Any supplementary? Next question No.90, Ismail Buledi sahib,

وہ موجود نہیں ہیں، پروفیسر صاحب! آپ question number پڑھ لیں۔

(Question No.90)

Mr. Chairman: No supplementary, next Question No.91 Tahir Hussain Mashhadi sahib,

چلیے کوئی ممبر تو موجود ہے جس کا question ہے۔

(Question No.91)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Yes, sir, I would like to ask the honourable Minister that as he knows that these international trade fairs have the utmost importance to introduce Pakistani products abroad and they are a tremendous

market all over the world for our goods. Now, along with the Pakistanis who are setting up stalls on their own, does the Government set up is a stall to introduce and to propagate Pakistani goods in anywhere in these international trade fairs and if it is so, how many stalls and how many fairs have they done in the last three years? Thank you.

جناب چیئر مین: جی Minister صاحب۔ مخدوم صاحب! یہ آپ کا سوال نمبر 91 ہے۔

مخدوم امین فہیم (وزیر برائے تجارت): میں نے سوال سنا ہی نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: مشدئی صاحب! آپ کا supplementary question No.91 کے بارے میں تھا۔

Would you please kindly repeat it? Thank you.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I would like to ask the honourable Minister that as far as the answer is concerned, that is very good and very good performance of his Ministry in helping and supporting the Pakistani businessmen who set up stalls. My question is that the Government has also a responsibility to introduce the stalls and introduce our products throughout the world. How many Government stalls or how many stalls on behalf of the Government have been set up in these international trade fairs to propagate and to increase our trade and to help our trade? Thank you.

جناب چیئر مین: آپ کا شکریہ۔ جی Minister صاحب۔

مخدوم امین فہیم: ہم اس طرح کرتے ہیں کہ جو TDAP اوراہ ہے، مختلف ملکوں میں جتنی نمائش ہوتی ہیں، یہ وہاں پر

participate کرتا ہے اور پاکستان کے جتنے chambers ہیں، ان کو invite کیا جاتا ہے، PCCI اور جتنے مختلف chambers

ہیں۔ They participate اور ہم ان کو وہاں پر stalls لگانے کے لیے subsidy دیتے ہیں اور اس طرح وہ system چلتا ہے۔

Mr. Chairman: Next question No.138 Talha Mehmood *sahib*,

ان کا یہ سوال کل رکھا گیا تھا۔ کیا Minister صاحب موجود ہیں؟ آپ موجود ہیں۔ جی anyone on behalf of جناب طلحہ محمود صاحب۔ مشدہی صاحب question number پڑھ لیں۔

(Question No.138)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, no supplementary.

جناب چیئرمین: جی ڈار صاحب please.

سینیٹر محمد اسحق ڈار: جناب! یہ 410 million appropriation ہے اور 72 million کی recovery ہے، وزیر صاحب کوئی status بتائیں گے کہ باقی balance کا کیا ہو رہا ہے اور اس recovery کے لیے کیا hope ہے؟

جناب چیئرمین: جی Minister صاحب! آپ کا سوال ہے، آپ کس خیال میں گم ہیں؟ ڈار صاحب! آپ سوال دوبارہ کر لیں۔

سینیٹر محمد اسحق ڈار: جناب! میں نے کہا تھا کہ جو fraud or misappropriation ہوئی ہے، انہوں نے report کیا ہے کہ there is loss of 410 million rupees جناب! 72 million recovery ہے، it is about less than 20% تو باقی کا کیا status ہے، کوئی hope ہے کہ پیسے recover کر لیں گے اور جنہوں نے fraud کیا ہے، یہ ان کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی Minister صاحب۔

سرمدار الحاج محمد عمر گورگیج: مہربانی جناب چیئرمین صاحب۔ جناب! جنوری 2009 سے 2011 تک مختلف ڈاکٹرانوں میں خرد برد ہوئی ہے، 142 cases ہیں، ان میں 410.91 million کی خرد برد ہوئی ہے اور 72.27 million کی recovery ہوئی ہے۔ باقی 338.64 million ابھی تک وصول نہیں ہوئے۔ ان کا FIA میں case ہے اور محکمانہ بھی case چل رہا ہے، اس میں وصولی ہوگی، کچھ لوگ suspend بھی ہوئے ہیں یا نوکری سے نکالے گئے ہیں۔ ہم یہ وصول کریں گے اور اس کے لیے ہماری کوشش جاری ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ Next question طلحہ محمود صاحب۔ طلحہ محمود موجود ہیں؟ جی، مجھے آپ کو question

number بھی بتانا پڑے گا، آپ کا question No.140 ہے۔

(Question No.140)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, no supplementary.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! میرا اس سوال پر supplementary ہے۔

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! آپ کا supplementary ہے، please آپ پوچھیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! میں honourable Minister صاحبہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2008-09 میں جو total

اخراجات 113,941,488 ہیں، اگر 2010-11 میں دیکھا جائے تو 139,948,439 ہیں، ان میں اتنا زیادہ فرق کیوں ہے؟ کیا یہ dollar

کی قیمت کی وجہ سے ہے یا وہاں پر اخراجات زیادہ ہوئے ہیں، اس لیے rate زیادہ ہے؟ آپ اس کی وضاحت کریں کہ کیوں اتنا زیادہ خرچ ہوا ہے بلکہ یہ دگنے سے بھی زیادہ ہے؟

محترمہ حنا ربانی کھر: جناب چیئرمین! I think یا تو میرے پاس کوئی different record ہے یا honourable

Member کے پاس different record ہے۔ میں یہاں پر بتا دیتی ہوں جو book چھپی ہوئی ہے، اس میں 2008-09 میں total

139 million dollar expenditure ہے، 2009-10 میں 133 million dollar ہے اور 2010-11 میں 139 million

dollar ہے تو یہ 6 million کا فرق ہے، یہ دگنا بالکل بھی نہیں ہوا یہ تو 1% to 5% ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں نے 139 کہا ہے۔

محترمہ حنا ربانی کھر: جی 139 بھی دگنا نہیں ہوتا، یہ 113 ہے اور 139 ہو گیا ہے تو دگنا کہیں سے بھی نہیں ہوا لیکن میں آپ

کو بتا دیتی ہوں کہ اس کی تین موٹی موٹی reasons ہیں جن کی وجہ سے یہ increase آئی۔ جناب! جو increase آئی ہے، اگر آپ

2008-09 and 2009-10 کی increase دیکھیں تو وہ substantial increase ہے، اس کے بعد ایک regular increase

missions میں، یہ تو صرف بنگلہ دیش کی بات ہے، عام طور پر سٹاف وہاں پر اپنے کاروبار میں مصروف ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ان کے 50% اخراجات کم کریں اور ان کی کارکردگی کا موازنہ کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ حنا ربانی کھنر: جناب چیئرمین! یہ اچھی تقریر ہے لیکن اگر آپ دیکھیں تو میرے خیال میں پاکستانی missions میں لوگ بہت کم اخراجات کر کے گزارہ کر رہے ہیں، اگر آپ ان کے pay, allowances and rents نکالیں تو باقی جو allowances رہ جاتے ہیں اس کو آپ کسی بھی دوسرے mission کے ساتھ compare کریں گے تو وہ کافی کم ہیں۔

دوسری بات جو انہوں نے performance کے بارے میں کی تو میرے خیال میں شاید سینیٹر صاحب کا mission کی performance measure کرنے کا criterion مختلف ہو۔ جب ہمارے honourable Senators and MNA's جاتے ہیں تو ان کو ہمارے missions assist کرتے ہیں لیکن آپ یہ بھی understand کریں کہ ایک mission میں کبھی ایک آفیسر یا کبھی دو آفیسرز ہوتے ہیں، ایک normal mission میں maximum three officers ہوتے ہیں۔ بنگلہ دیش کے mission میں میرے خیال سے دو یا تین officers level سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ جہاں تک ان کی performance کی بات ہے تو performance یہ ہوتی ہے کہ ایک ملک کے ساتھ آپ کے تعلقات ایسے رہیں کہ جب وقت پڑے تو آپ کو politically, diplomatically support کر سکیں اور جو social people to people contact ہے اس کو بڑھا سکیں۔

بنگلہ دیش کے بارے میں for instance میں آپ کو ایک simple example دیتی ہوں۔ پہلے تو میں اس ایوان کو congratulate کرنا چاہوں گی کہ پہلی بار اس حکومت نے economic diplomacy کو interact کرنے کا ایک policy framework بنایا تھا، ہم نے سمجھا تھا کہ ہمیں ملکوں سے trade کی ضرورت ہے، aid کی نہیں۔ کل CTG کے forum میں WTO کا waiver پاکستان کو مل چکا ہے، جس سے پاکستان کی European Union کی products کی منڈی میں preferential market access کے through جا سکیں گے۔ So, this is a major achievement۔ اب بنگلہ دیش پر آجائیں، آپ جانتے ہیں کہ بنگلہ دیش textile exporter ہے، specially garments sector میں بنگلہ دیش ہمارا ایک major competitor ہے، آج سے تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے بنگلہ دیش نے ہمارے WTO wavier کو support نہیں کرتے کیونکہ ہماری exports اس سے متاثر ہوں گی۔ یہ ان کا

حق ہے اور شاید پاکستان بھی اسی طرح react کرے۔ اگر آپ کے ان کے ساتھ اچھے تعلقات نہ ہوں اور وہاں پر mission successful ہو تو کیا آپ ایسے ملکوں کو راضی کر سکیں گے کہ ہمیں support کریں، کل ہم آپ کو support کریں گے۔

So, in Bangladesh, despite the fact that they had this major reservation, they decided to take away this reservation and today your products will get preferential access to the European Union markets, which is probably something that has happened after decades

اور یہی ہوتا ہے،

this is how we measure success and this is the criterion on the success that we should all use ideally . I did it.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب چیئرمین! جو بات بلیدی صاحب نے کی وہ بالکل صحیح ہے۔ میں 6 سال Foreign Relations Committee میں رہی ہوں۔ Missions کی کارکردگی تو ہماری منسٹر صاحبہ خود چیک کر سکتی ہیں۔ Ambassadors کے دو کام ہوتے ہیں، ایک یہ کہ وہاں جو پاکستانی settled ہیں ان کو facilitate کرنا۔ دوسرے جو لوگ پاکستان visit کرنے کے لیے آنا چاہتے ہیں ان کے ساتھ خوش آئند طریقے سے پیش آنا تاکہ وہ آئیں اور ہمارے ساتھ تجارت کریں۔ تیسرا کام یہ ہے کہ ہمیں اپنی policies کو revisit کرنا چاہیے۔ میڈم کو چاہیے کہ وہ ملک جو ہمارے لیے بہت important ہیں۔

جناب چیئرمین: Ambassadors کو چھوڑیں، یہ question hour ہے۔ سوال کریں۔

سینیٹر گلشن سعید: نہیں جناب، یہ بڑی important بات ہے۔ ابھی پچھلے دنوں پاکستان کے ساتھ اتنا mishap ہوا تھا اور اس کے بعد انہوں نے Ambassadors کی کانفرنس بھی بلائی تھی۔ وہاں پر Ambassadors نے اپنی بادشاہت قائم کی ہوئی ہوتی ہے، گھوم پھر رہے ہوتے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کو بھی تجربہ ہے، آپ بھی میرے ساتھ ایک دفعہ گئے تھے، وہ پاکستانیوں کو look

after نہیں کرتے، وہ بالکل اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ ان کو کس کام کے لیے یہاں بھیجا گیا ہے۔ ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات ہوں گے تو کل وہ کسی مصیبت میں آپ کے کام آئیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، آپ کی اچھی suggestions ہیں۔ منسٹر صاحبہ! آپ ان کی suggestions کو note کر

لیجئے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Next Question No. 142. Mr. Muhammad Talha

Mahmood. Dr. Muhammad Ismail Buledi on his behalf.

Q. No. 141

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes, Buledi sahib?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: جناب چیئرمین! میں اپنی منسٹر صاحبہ کا بڑا احترام کرتا ہوں، انہوں نے جو اشارہ کیا کہ

VIP's جاتے ہیں۔ ہمارے ریکارڈ میں نہیں ہے کہ جب ہم گئے اور ہم نے ان سے کوئی گاڑی وغیرہ مانگی ہو۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کر لیجئے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: ابھی ذرا سوالات کم ہیں، اس پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، ہمیں یہ question hour ہے، we have to follow the rules.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: وہاں پر پاکستانی روتے ہیں، یہ لوگ وہاں پر فرعون کی طرح رہتے ہیں۔ آپ ابو ظہبی

جائیں، دہلی جائیں، لوگوں کی لائنیں لگی ہوتی ہیں، ایک چھوٹا آفیسر بھی ان سے ملاقات نہیں کرتا۔ ہم اپنے پاکستانیوں پر فخر کرتے ہیں کہ

ان کی وجہ سے ہمیں زرمبادلہ ملتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ لوگ جون جولائی کی گرمی میں لائنوں میں کھڑے ہوتے ہیں، کوئی سائے کا

بندوبست نہیں ہے، کوئی کولر وغیرہ نہیں ہے۔ میں نے جب ایسبیڈر صاحب سے ملنے کا کہا تو مجھے کہا گیا وہ میٹنگ میں ہیں۔ وہ ایک

سینیٹر سے ملنے سے avoid کرتا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں صرف دو چار بندوں سے ملتا ہوں، ایک رحمن ملک صاحب ہیں اور دوسرے نام میں

نہیں لینا چاہتا۔ آپ کے ایمبیڈر کا تو یہ رویہ ہے اور آپ کھتی ہیں کہ ان کی کارکردگی بہت اچھی ہے۔ خدارا اس پر غور کریں، پاکستانیوں کی وہاں کیا اہمیت ہے، آپ وہاں جا کر معلوم کریں۔

جناب چیئرمین: چلیئے، اب آپ سوال کر لیجئے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: میرا سوال یہ ہے کہ پاکستان ایبسی بلجیم میں آپ نے لوگوں کی ایک فوج بھرتی کی ہوئی ہے، وہاں یہ لوگ کیا کرتے ہیں اور ان کا اس لسٹ کو کم کرنے کا کوئی پروگرام ہے اور جو آپ نے اتنے سارے بھرتی کیے ہوئے ہیں، ان کو بھرتی کرنے کا کیا معیار ہے، ان لوگوں کو وزارت خارجہ seniority پر بھیجتا ہے یا سفارش پر بھیجا جاتا ہے؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ حنا ربانی کھر: جناب چیئرمین! بلجیم ایک بہت ہی اہم سٹیٹشن ہے۔ اب میں پھر سے وہی exact example تو نہیں دینا چاہوں گی لیکن we take great pride that Ambassador کا یہاں پر نام لکھا گیا ہے، انہوں نے پاکستان کے ساتھ جو یورپین یونین کے ساتھ market access کا issue تھا اس پر دن رات محنت کی۔ اس issue کو through کرنے پر ہمیں دو سال لگے اور آپ کو معلوم ہے کہ یورپین یونین کے ساتھ پچھلے کئی سالوں میں پاکستان کے تعلقات میں کتنی زیادہ بہتری آئی ہے۔ آپ کا ان کے ساتھ strategic dialogue قائم ہوا ہے، ان کے ساتھ summit level interaction ہوئی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ floods میں یورپین یونین نے بڑھ چڑھ کر مدد کی، پچھلے چار سالوں میں ان کی جو پاکستان میں development assistance ہے، وہ 2/3 or 2/4 increase کر گئی ہے، ان کے ساتھ آپ کا trade بہتر ہو رہا ہے اور انشاء اللہ 2014 میں جا کر GST Plus کو access کرنا ہے۔ یہ سارے کام کرنے سے ہی ہوتے ہیں، خالی بیٹھنے سے تو نہیں ہوتے۔

دوسرا جو انہوں نے کہا کہ وہاں پر لوگوں کی فوج بہت زیادہ ہے،

In Belgium, quite frankly speaking, this is the least possible that we need. We have one Ambassador, we have 2 first Secretaries and the 2nd Secretaries, typically third Secretary

بھی اہم ممالک میں ہوتا ہے۔

Belgium is one of the most important stations. If you ask me, I would say it is one of the ten most important stations for Pakistan.

(آگے T04)

T04-02FEB2012.....FANIED(Mubashir Shah).....5.00PM.....UR12

جناب چیئرمین: اگلا سوال اسماعیل بلیدی صاحب آپ کا ہے۔ سوال نمبر پڑھ لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: سوال نمبر ۱۴۳۔

Mr. Chairman: Any supplementary please?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: میں نے پوچھا تھا کہ ان ممالک کی تعداد جہاں فی الوقت پاکستانی سفارتخانے اور مشن کام کر رہے ہیں تو جواب ملا کہ ۸۶ ممالک میں ۱۱۸ پاکستانی سفارتخانے، مشن کام کر رہے ہیں۔ مجھے وزیر صاحبہ یہ بتائیں گی کہ ابھی چار سال مکمل ہو چکے ہیں تو آپ نے ان چار سالوں میں کتنے سفیر بیرون ملک متعین کیے ہیں اور ان کی اگر صوبہ وار آپ کے پاس تفصیل ہے تو بتادیں کہ بلوچستان سے کبھی آپ نے زحمت کی ہے۔ پوری دنیا میں بلوچستان کا صرف ایک سفیر ہے جو اومان میں ہے۔ بلوچستان کی باری کیا اس حکومت کے بعد آنے گی؟ یا اس حکومت کے جو دو چار ہفتے بقایا ہیں تو بلوچستان والے امید کریں کہ ان کا ازالہ ہوگا۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: میرا سوال یہ ہے کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ مجھے آپ موقع دیں تو میں تفصیل سے بات کروں۔ اس میں نہ تو کوئی میرٹ ہے اور نہ ہی کوئی test کی بات ہے تو مجھے اس کا جواب دیں کہ بلوچستان کے ساتھ یہ کیوں ہو رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ہماری وزیر خارجہ محترمہ حنا ربانی کھر صاحبہ نے کبھی اس پر احتجاج نہیں کیا کہ بلوچستان بھی پاکستان کا حصہ ہے۔

جناب چیئرمین: انہوں نے detail دے دی ہے۔ آپ کا سوال آچکا ہے۔

محترمہ حنا ربانی کھر (وزیر برائے خارجہ امور): میں اس کا جواب دے دیتی ہوں۔ بلوچستان کی باری تو آچکی ہے۔ میں آپ کو بتاتی ہوں کہ وہ کس طرح آچکی ہے۔ ایک سفیر کا نام تو آپ نے خود لے لیا۔ دوسرے ہمارے سفیر جو تھران میں ہیں ان کا

ڈومیسائل بھی بلوچستان کا ہے۔ مجھے پتا تھا بلیدی صاحب یہ سوال ضرور پوچھیں گے کیونکہ یہ سوالات میں نہیں تھا اس کے باوجود میں تیاری کر کے آئی ہوں۔ باکو میں بھی جو ہمارے سفیر ہیں جن کا نام عنایت اللہ صاحب ہے ان کا ڈومیسائل بھی بلوچستان کا ہے۔ دوسری بات یہ کہ سفیروں کا کہیں پر بھیجنا، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میرٹ کس کو کہا جاتا ہے۔ اگر آپ دیکھیں کہ پاکستان میں جتنے resources آپ اپنے دفتر خارجہ کو دیتے ہیں اور اس کے مقابلے میں بین الاقوامی سطح پر آپ کسی بھی بندے سے پوچھ لیں، کسی ملک کے بندے سے پوچھ لیں، چاہے انڈیا ہو، یو کے کا ہو، multilateral forums میں آپ کے سفیر، آپ کے diplomats are considered to be one of the highest levels. ہم لوگ criticism تو بہت کرتے ہیں but sometime we should also celebrate the success of Pakistanis' on many multilateral forums so, یہ دو سفیروں کا میں نے آپ کو ڈومیسائل کا بتا دیا ہے۔ آگے بھی جس طرح کی requirements ہیں، جس طرح کی languages انہوں نے کی ہوتی ہے، جس طرح کے ملکوں میں انہوں نے پہلے serve کیا ہوتا ہے ان ساری چیزوں کو مد نظر رکھ کر ہم ان کو تعینات کرتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب چیئرمین: اچھا۔ آپ مطمئن نہیں ہیں۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: انہوں نے دو ملکوں کا بتایا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ چار سال کے دوران میں کتنے ہوئے۔ ہمارے جو جمیل احمد خان صاحب ہیں ان کو کراچی سے بھیجا ہے۔ یہ تو بیورو کریٹ ریٹائر ہوتے ہیں، ان کو آپ بھیجتے ہیں۔ ہمارے بلوچستان میں لوگوں کی کمی نہیں ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ یہ test and interview اس کا میرٹ نہیں ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ ان چار سالوں کے دوران کتنے سفیر بھیجے گئے ہیں ان کی صوبہ وار تفصیل مجھے بتائیں۔

جناب چیئرمین: اس کو بھی آپ ذرا دیکھ لیجئے۔ جی۔

محترمہ حنا ربانی کھر: پوری دنیا میں ہمارے جتنے بھی سفیر تعینات ہیں، ان کی میرے پاس صوبہ وار تفصیل ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں پڑھ لیتی ہوں۔ آپ کا سوال اگر پچھلے چار سالوں کا ہے تو وہ obviously میرے پاس اس کی information اس وقت موجود نہیں ہے۔

I would encourage you to ask a fresh question۔۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال صابر بلوچ صاحب۔

Senator Sabir Ali Baloch: Sir, it was my turn, I don't know how my time was given to Mr. Buledi.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اب آپ سوال کیجئے۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: میں وزیر صاحبہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو list Foreign کی Officials and Officers Offices میں دی ہوئی ہے۔ جو Ambassadors and High Commissioners ہیں وہ تو ٹھیک ہے لیکن نیچے کا جو سٹاف ہے جس میں Drivers, Peons کیا وہ یہاں سے بھرتی ہو کر جاتے ہیں یا وہاں پر ان کی locally appointment ہوتی ہے۔ کیا اس کے لیے اس قسم کی کوئی پالیسی ہے؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ حنا ربانی کھر: جی بالکل پالیسی ہے اور normally یہ لوگ یہیں سے local staff فارن آفس سے ہی جاتے ہیں but on special permission according to the needs and requirements ان کو local staff hire کرنے کی بھی وہ اجازت لے سکتے ہیں اور کئی missions لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جاوید علی شاہ صاحب! آپ کا بھی سوال ہے۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: وہ تو گزر گیا ہے جی۔

جناب چیئرمین: گزر گیا ہے۔ شکریہ۔ اگلا سوال اسماعیل بلیدی صاحب۔ سوال نمبر پڑھ لیجئے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: سوال نمبر ۱۴۴۔

Mr. Chairman: Any supplementary please?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: میں نے جو سوال کیا تھا کہ بیرون ملک گریڈ ۱ سے ۱۲ کے ملازمین یا ۱۷ سے ۲۲ کے افسران سفارتخانوں میں کام کرتے ہیں ان کے لیے یہاں چھٹی گزارنے کی اجازت کے حوالے سے تھا کہ افسران کو تو سالانہ چھٹی گزارنے کی اجازت ہے مگر گریڈ ۱ سے ۱۲ کے ملازمین کے لیے یہ سہولت کیوں نہیں ہے۔ کیا ان ملازمین کے لیے بھی کوئی ایسا طریقہ کار یا پالیسی بنائیں گے تاکہ وہ بھی اس سہولت سے مستفید ہو سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ حنا ربانی کھر: پہلے تو مجھے یہ recognize کرنے دیں کہ بلیدی صاحب کو مجھ سے زیادہ administrative matters کا پتا ہے کیونکہ جس طرح کے وہ سوالات کرتے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے تو اس کے لیے prepare ہو کر آنا پڑتا ہے۔

Mr. Chairman: He is a very hardworking Senator.

محترمہ حنا ربانی کھر: انہوں نے سوال پوچھا کہ جو سہولت سکیورٹی گارڈز وغیرہ کی شکل میں ہم افسران کو دیتے ہیں وہ دوسرے levels پر کیوں نہیں دیتے۔ اس میں simple logic ہے کہ ہمارا ایک سفیر یا افسر باہر post ہوتا ہے وہ normally two terms کے لیے جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اس کی تین سال کی ایک term ہوتی ہے اور normally وہ وہیں سے out station سے ہی دوسرے out station پر کیا جاتا ہے in order to get home leave and money to travel, he has to have served 24 months on that particular station. سٹیشن پر directly چلے جاتے ہیں تو دو سال کے بعد اگر وہ واپس آنا چاہے تو ہم ان کو واپس آنے کے پیسے دیتے ہیں۔ ہمارا جو سٹاف ہے وہ صرف ایک term کے لیے جاتا ہے اس کے بعد وہ واپس ہیڈ آفس میں آجاتا ہے اور پھر یہاں اپنی term serve کر کے کسی دوسرے سٹیشن پر جاتا ہے تو جو criterion ہے جو افسران کو دینے کی بات ہے تو ان کی 2 terms اکتھی ہوتی ہیں اس لیے ان کو درمیان میں ایک دفعہ پاکستان آنے کی اجازت دی جاتی ہے اور وہی basis ان کے لیے exist نہیں کرتی اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم ایک resource strained country ہیں اگر آپ دیکھیں کہ ہمارے پاکستانی فارن آفس کو اپنے ہمسائے ملکوں سے compare کریں تو آپ کو نظر آئے گا کہ ہمارے پاس ان سے بہت کم resources ہیں تو اسی وجہ سے ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرا سوال بھی اسی کے ایک پہلو سے متعلق ہے۔ میں یہ تو appreciate کرتا ہوں کہ resources کا constrained موجود ہے لیکن یہ ہے بڑا inhuman اس لیے کہ افسران بھی اور ملازمین دونوں کو آپ چھ سال کے لیے بھیج رہے ہیں اور چھ سال میں افسران کو گھر آنے کا آپ چوبیس مہینے کے بعد موقع دیتے ہیں لیکن جو چھوٹے ملازمین ہیں جو گریڈ ۱ تا ۱۶ کے ہیں ان کو آپ یہ facility نہیں دیتے ہیں جو کہ inhuman ہے اس لیے کہ ان کا tenure آپ نے چھ سال کا رکھ دیا۔ کم از کم ان چھ سالوں میں ایک بار تو ان کو بھی یہ موقع ملنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ حنا ربانی کھر: I don't entirely disagree with this. I think what the honourable Senators are saying is indeed correct, so we can look into it because posting اگر تو تین سال کی posting ہے اور چوبیس مہینے کے بعد افسران کو موقع ملتا ہے تو I think it is almost similar treatment لیکن اگر وہ وہیں سے آگے چلے جاتے ہیں then obviously they should have the same facility that is available. Let me look into this.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال اسماعیل بلیدی صاحب۔ سوال نمبر پڑھ لیجئے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: سوال نمبر ۱۴۵۔

Mr. Chairman: Any supplementary please?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: میں نے یہ سوال کیا تھا کہ وہاں جو افسران یا سٹاف ہے ان کے بچوں کو تعلیم کے حوالے سے کیا سہولیات ہیں۔ انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ نوے فیصد فیس ہم دیتے ہیں تو اس میں میرا وہی سوال ہے کہ آیا یہ ڈرائیور، نائب قاصد اور جو دوسرا چھوٹا سٹاف ہے ان کے لیے بھی یہ سہولت ہے یا صرف افسران جو ۱ سے ۲۲ گریڈ کے ہیں ان کے لیے ہے۔ دوسرا میرا اس سے متعلقہ سوال یہ ہے کہ خاص کر Dubai, Abu- Dhabi, Muscat میں جہاں بلوچوں کی آبادی ہے وہاں ان کو

language کی سمجھ میں بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ اگر وہ پاسپورٹ بنانے کے لیے جاتے ہیں تو ان کو وہاں پشتون یا پنجابی بھائی ملتے ہیں جو بڑے صوبے ہیں ان کے لوگ ملتے ہیں تو وہ بہت پریشان ہوتے ہیں۔ میں جب Abu-Dhabi گیا تھا تو میں نے وہاں سفارتخانے کے افسران کو یہ تجویز دی تھی کہ آپ یہاں جو مقامی بلوچی لوگ ہیں بڑے تعلیم یافتہ ہیں تو افسران کو یہ اختیار بھی ہے کہ وہ کلرک وغیرہ رکھ سکتے ہیں لیکن انہوں نے وعدہ بھی کیا تھا کہ ہم یہ رکھیں گے لیکن آج تک انہوں نے رکھنے کی زحمت نہیں کی۔ میں وزیر صاحبہ سے کہتا ہوں کہ آپ خدارا! مستطدبئی، ابودابئی، کویت، قطر، بحرین میں جہاں بلوچوں کی آبادی ہے یا ایران، زاہدان میں ان میں ایک چوکیدار بھی بلوچ نہیں ہے۔ یہ ظلم ہے، ہمارے ساتھ ایک میٹنگ کریں ورنہ بلوچستان کو پاکستان کا حصہ نہ مانیں۔

آگے جاری-----T05

T05-02Feb2012 ER5/Rafaqat Waheed/Ed:Javaid Iqbal

5:10 pm

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: (جاری) میں منسٹر صاحبہ سے کہتا ہوں کہ آپ خدارا! دبئی، ابوظہبی، مستط، کویت، قطر، بحرین یا زاہدان ایران میں جو بلوچوں کی آبادی ہے، ان میں ایک چوکیدار بھی بلوچ نہیں ہے۔ یہ ظلم ہے۔ اس کو check کریں۔ ہمارے ساتھ ایک میٹنگ کریں۔ بلوچستان بھی آخر پاکستان کا حصہ ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ بلیدی صاحب۔ I think it is a good suggestion. Please look into it.

محترمہ حنا ربانی کھر (وزیر خارجہ): ٹھیک ہے جناب۔ انہوں نے ایک سوال کیا تھا، بات یہ ہے کہ officers and officials are getting the same treatment اگر کسی ایک مشن میں یا کسی ایک اسٹیشن پر پبلک سکول انگلش میڈیم نہیں ہوتے تو ان کو 90% education subsidy ملتی ہے۔ چاہے وہ officers ہوں، officials ہوں یا staff members سب کو ایک جیسی facility ملتی ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال، پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب چیئرمین: پھر اس کو next rota day کے لیے defer کر دیتے ہیں¹۔ منسٹر صاحبہ! دیکھ لیجیے گا، اس کا جواب نہیں

آیا۔

Ms. Hina Rabbani Khar: Sir, enough time was not given, we have clarified that.

Mr. Chairman: Ok, then we will take it up on the next rota day. Thank you.

Questions are over. We now take up the leave applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب وسیم سجاد صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 31 جنوری تا 3 فروری ایوان سے رخصت کی

درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ یکم تا 3 فروری ایوان سے رخصت کی

درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب رحمت اللہ کاکڑ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 23 تا 31 جنوری اجلاس میں شرکت نہیں

کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عدنان خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 28 تا 31 جنوری اور 2 فروری کے لیے ایوان

سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

¹ Question No.148 was deferred for the next rota day.

جناب چیئر مین: راجہ محمد ظفر الحق صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 2 اور 3 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: بیگم نجمہ حمید صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 31 جنوری تا 3 فروری ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Legislative Business:

[The National Commission on the Status of Women Bill, 2012]

Mr. Chairman: We may now take up the legislative business. Item No.3, Mr. Mustafa Nawaz Khokhar, Adviser to the Prime Minister on Human Rights may move the motion.

Mr. Mustafa Nawaz Khokhar (Adviser to the Prime Minister on Human Rights): I beg to move that the Bill to provide for the setting up of National Commission on the Status of Women [The National Commission on the Status of Women Bill, 2012], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed?

Senator Prof. Khurshid Ahmed: On technical grounds, I oppose it.

جناب چیئر مین: جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب چیئر مین! میں سب سے پہلے تو اس بات کا اظہار کروں کہ National Commission on the Status of Women کا قیام ایک مفید اقدام ہے۔ Already ایک کمیشن قائم تھا اور اس قانون کے ذریعے اس کو ایک زیادہ بہتر position دی جا رہی ہے جس کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں لیکن جیسا کہ بار بار اس ایوان میں ہم سمجھنے پر مجبور ہوئے ہیں، قانون کا مسودہ اسمبلی سے ہو کر یہاں آجاتا ہے لیکن وزارتِ قانون اور relevant ministry دونوں میں جس قسم کی

weighting ضروری ہے، ہمیں دکھ سے کھنا پڑتا ہے کہ اسے نظر انداز کیا جاتا ہے اور ہمیں بار بار یہ بات اٹھانی پڑتی ہے۔ یہاں بھی یہی کیفیت ہے۔

آپ خیال کیجیے کہ ”woman“ کی تعریف کیا ہے:

“Woman means a female human being of eighteen years or above.”

”Girl“ کی تعریف کیا ہے:

“Girl means a female human being under the age of eighteen years.”

یعنی female بھی اور human being بھی، جبکہ female کافی تھا۔ یہ drafting کا مسئلہ ہے لیکن بہر حال وزارت کا کام قانون سازی ہے۔ پھر اس کا سارا تعلق rights سے ہے لیکن rights کو clearly define نہیں کیا گیا حالانکہ بہت آسان تھا۔ آپ یہ کہہ سکتے تھے کہ rights as defined in the Constitution of Pakistan. جس میں 9 سے لے کر 40 تک، ہمیں operational اور کہیں

directive principles میں ان rights کو spell out کیا گیا ہے جو دستور میں موجود ہیں لیکن انہیں شامل نہیں کیا گیا۔

اس کے بعد دیکھیے کہ Chairperson کی ایک بہت important position ہے لیکن اس کے لیے کیا qualification ہونی

چاہیے، اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی۔ کہا جا رہا ہے کہ:

“Chairperson, who shall be a woman with experience of working on the issues related to women’s rights for more than fifteen years, and is committed to the cause of women’s empowerment;”

جبکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ اس میں professional competence in representing the society, experience

بھی اگر ہے تو اس کے لیے ضروری تھا کہ محض یہ نہ ہو کہ ہم نے یہ جلسہ کر لیا اور یہ بیان دے دیا بلکہ اس کے متعلق clear بات ہو کہ وہ کیا

چیز ہوگی۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا women empowerment ایک vague concept ہے، دستور نے اس کے بارے میں ایک

واضح بات کہی ہے لیکن قانون میں اس کو نہیں لایا گیا۔ اسی طریقے سے members کے بارے میں بھی یہی بات رکھی گئی ہے اور اس بات

کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا کہ cross section of the society میں reflect ہو، جسے ہونا چاہیے۔

اسی طریقے سے جو powers دی گئی ہیں، خاص طور پر Clause 11(i) جو کہتی ہے:

“While inquiring into complaints of violations of women’s rights may call for information or report from the Federal Government, civil society organizations and autonomous or concerned bodies; and in this regard the Commission shall have the powers vested in a civil court under the Code.....”

یعنی میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جب آپ کسی کو authorize کرتے ہیں ان تمام چیزوں کے لیے اور پھر اس کی accountability کمپن اور نہیں ہے۔ Autonomous self sustaining والا معاملہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ اسے thoroughly review کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اسے oppose نہیں کر رہا، اسی لیے میں نے کہا کہ میں technically oppose کر رہا ہوں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے relevant committee میں بھیج دیں، وہاں ہم بیٹھیں گے، اسے improve کرنے کی کوشش کریں گے اور چونکہ وقت کافی ہے، 19 جنوری کو یہ اسمبلی سے پاس ہوا ہے، ہمارے پاس time موجود ہے، انشاء اللہ، ہم اسی سیشن میں یا maximum اگلے سیشن میں اسے pass کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مشدئی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشدئی: شکریہ جناب۔ یہ ایک بڑا sensitive اور emotional قسم کا Bill ہے۔ پاکستانی عوام، خاص طور پر غریب اور مڈل کلاس عوام اور 98% عوام، elite 2% تو کچھ بھی کر سکتی ہے مگر پاکستان کی زیادہ population اپنی ہنسوں، اپنی ماؤں، اپنی بیٹیوں اور اپنی بیویوں کی بہت قدر کرتی ہے۔ ان کی قدر کرنی بھی چاہیے کیونکہ پوری دنیا میں پاکستانی عورت کی طرح کوئی عورت نہیں ہے۔ ان کی طرح شریف، ان کی طرح پاکیزہ، ان کی طرح اچھی سوچ رکھنے والی، ان کی طرح خدمت کرنے والی، ان کی طرح اپنے بہن بھائیوں سے پیار کرنے والی عورتیں آپ کو دنیا میں نہیں ملیں گی۔ Upper House of Parliament جو کہ پاکستانی عوام کی آخری آواز ہے، اگر وہ ان کا Bill pass کرنے میں یا ان کی کسی بھی قسم کی مدد کرنے میں delay کرے تو

I think it will be a great disservice not only to the women of Pakistan but also to the people of Pakistan and to the humanity at large.

Sir, this National Commission on the Status of Women will be for promotion of the social, economic, political and legal rights of the women. On this Bill, I don't think anybody can have any objection, whatsoever, because these things have been provided for in the Constitution. It goes to the credit of this coalition government that in the last two to three years we have passed quite a number of legislative Bills to enhance the protection to our sisters, mothers and daughters. This is to the credit of Parliament of Pakistan.

Sir, there are certain things in accordance with the international and national conventions, rules/regulations and all these have to be looked after by one commission and making of this Commission will help in better management, better protection, better service and much better way of ensuring the rights and protection that we want to give to our women in the workplace, our women in home, we don't want the domestic violence, we don't want the sexual harassment in workplaces. This Commission will go a long way.

I think today we should show our graciousness and gratefulness to the women of this country, the poor, the meek, the humble women and the most oppressed women in the world and yet they are still the most patriotic women in the world. They are still the most wonderful housewives. Therefore it is our duty to pass this Bill.

جناب چیئرمین: شکریہ مشدیدی صاحب۔ جی حبیب صاحب۔

(جاری-----T06)

T06-02Feb2012

ER/4/Bhatti/ED:Altaf Shaikh

5:20 P.M.

سینیٹر عبدالحمید خان: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ جو Bill آیا ہے، اس میں کسی تاخیر کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ یہ بالکل crystal clear ہے۔ آپ انہیں autonomous بنانا چاہتے ہیں۔ میں خواتین کو مبارکباد بھی دیتا ہوں کہ انہوں نے بارہ سال تک اسے لے کر چلیں، خواتین کو autonomy چاہیے، کس بات کی چاہیے؟ انہیں administrative control چاہیے، financial control چاہیے، وہ human rights کے تحت کام کر سکتی ہیں اور یہ عورتوں کا right ہے، ہم پہلی مرتبہ دے رہے ہیں۔ یہ

حکومت کا کارنامہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز اس میں ایک حصے کا اضافہ ہو رہا ہے اور اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے اور اسے آج ہی منظور کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اپنی پارٹی بی این بی (عوامی) کے behalf پر بات کروں گی۔ جناب والا! خواتین کے بارے میں یہ Bill ہے، میں سمجھتی ہوں کہ یہ صرف خواتین کا نہیں بلکہ یہ پورے ایوان کے لیے ایک تاریخی دن ہے کہ قومی کمیشن برائے خواتین کا قیام عمل میں آ رہا ہے۔ ہر شخص کی اپنی اپنی سوچ ہے، عورت کے لیے ایک ایسے کمیشن کا قائم ہونا جس میں اس سے پہلے بھی اس حکومت کو یہ اعزاز حاصل رہا کہ Women Protection and Harassment Bill اور آج پھر قومی کمیشن کا قیام، یہ یقیناً ایک بہت بڑے اعزاز کی بات ہوگی کہ ایک ایسا کمیشن قائم ہو جائے جس میں نہ صرف عورت کو بلکہ اس کے حقوق کو بھی protection ملے۔

جناب والا! آج اگر دیکھا یا سوچا جائے تو ملک کی 52% آبادی خواتین کی ہے، اس کے باوجود بھی خواتین بحیثیت بیوی، بحیثیت بیٹی، بحیثیت بہن کو وہ انصاف جس کی وہ مستحق ہیں، وہ مقام جس کی وہ مستحق ہیں، نہیں ملا۔ آپ دیکھیں آج بھی بچیوں کی ناک کاٹی جا رہی ہے، آج بھی تیزاب پھینکا جا رہا ہے، آج بھی زبردستی نکاح ہو رہا ہے۔ ایک ایسے Bill کا قیام ضرور ہونا چاہیے اور میں اپنے اور اپنی پارٹی کی طرف سے بھرپور طریقے سے اس کو support کرتی ہوں کہ اس Bill کو ہمیں unanimous pass کرنا چاہیے۔ یہ پارلیمنٹ کا اعزاز ہوگا کہ اس کمیشن کا قیام ہوتا کہ خواتین اپنی ایک say رکھ سکیں، ایک اپنا stand رکھیں، اپنا ایک stake رکھیں اس لیے کہ یہ عورت اس معاشرے کا 52% ہے، یہ عورت آپ کی بیٹی بھی ہے، ماں بھی ہے، بہن بھی ہے اور بیوی بھی ہے۔ آج ہم کسی ایک عورت کے لیے بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم تمام پاکستانی خواتین کے لیے بات کر رہے ہیں۔ اس Bill کا قیام اس حکومت کے لیے بھی ایک اعزاز کی بات ہے اور جو آج میں بول رہی ہوں یہ بھی اعزاز کی بات ہے اور record کا حصہ ہونا چاہیے کہ ہم لوگوں نے اس چیز پر کام کیا۔ یہ بات نہیں کہ کام کتنے سالوں میں ہوا یا اس کا چیئرمین کون ہے لیکن اس کا چیئرمین جو بھی بنے اس میں صرف اتنا یہ احساس ہونا چاہیے کہ اس کمیشن کا قیام عورتوں کو protect کرتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی گلشن صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب والا! آج میں بہت خوش ہوں کہ یہ Bill خواتین کے فائدے کے لیے، اس کی بہتری کے لیے اور اس کی عزت کے لیے بنایا گیا ہے اور میں حکومت کو مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے آج یہ کام کر دکھایا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری خواتین بہت قابل ہیں۔ جناب والا! وہ حج بھی ہیں، ایک خاتون بینظیر بھٹو شہید صاحبہ ہماری وزیراعظم بھی رہی ہیں، بہت سی خواتین وکلاء ہیں، بہت سی خواتین social workers ہیں، ڈاکٹرز ہیں، انجینئرز ہیں، پائلٹ ہیں، بہت سی خواتین فوج میں ہیں۔ کوئی شعبہ آپ دیکھ لیں اس میں آپ کو خواتین نظر آئیں گی اور وہ ہر شعبے میں سیاست سمیت اپنی کارکردگی دکھا رہی ہیں اور خواتین نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر وہ ایوانوں میں آئی ہیں تو ان کی کارکردگی کئی جگہ پر مردوں سے بہت بہتر رہی ہے۔ میں اس Bill پر پوری طرح مبارکباد بھی دیتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ ہم سب لوگ اس کو پاس کرنے میں پوری طرح شامل ہوں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو کمیشن بنے گا، اس میں جو بھی خواتین بیٹھیں ان کو چاہیے کہ وہ انصاف سے کام کریں اور عورتوں کو مردوں کے برابر لانے کی ضرورت ہے اور تمام عورتوں کو کام کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ جو ملازمتوں میں خواتین کم اور مرد حضرات زیادہ ہوتے ہیں، میرے خیال میں اس پر بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے اور عورتوں کو انصاف کی ضرورت ہے۔ اب بھی زبردستی کی شادیاں ہوتی ہیں اور ہمیں چاہیے کہ کمیشن ایسے اقدام کرے کہ ہر جگہ سے عورتوں کے خلاف جتنا گھریلو تشدد ہے، جہالت ہے، ان کو پیچھے چھوڑا جاتا ہے، زبردستی کی شادی ہے، قرآن سے نکاح ہے، ایسے رسم و رواج کو ختم کیا جائے۔ جناب والا! آپ کے پاس وقت کم ہے، کہنے کو تو بہت کچھ ہے لیکن میں ادھر ہی ختم کرتی ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی کا کڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کا کڑا ایڈووکیٹ: شکریہ جناب چیئرمین۔ کسی مرد بے چارے کو بھی کچھ کہنے کا موقع دیا آپ نے۔ یہ انگریزی میں جو لکھا ہے وہ تو مجھے زیادہ سمجھ میں نہیں آتی لیکن یہ جو National Commission on the Status of Women کی تو بلاشبہ ہم حمایت کریں گے لیکن صفحہ دو پر لکھا ہے؛ ”The Commission shall consist of“ جو لکھا ہے اس میں Clause 2(a) میں ایک condition رکھی گئی ہے کہ ”a Chairperson, who shall be a woman with experience of working on issues related to women’s rights for more than fifteen years,” اگر کسی کا تجربہ پندرہ سال سے کم ہو چاہے وہ کتنی ہی قابل کیوں نہ ہو، اس کو چیئر پرسن نہیں بننے دیا جائے گا، نمبر ایک۔ دوسری بات یہ کہ وہ کونسا پیمانہ ہو گا جس

سے اس چیز کو ناپا جائے گا کہ ”and is committed to the cause of women’s empowerment.“ موجودہ اقتدار والے تو شاید ایسا نہ کریں لیکن آئندہ آنے والے لوگ کیا کریں گے۔ کیا ان کو جو مرضی ہوگی وہی کریں گے۔ صفحہ آٹھ پر جو Clause 19 ہے؛ ”Members and Officers to be public servants.“ ان کے جو چیئر پرسن ہیں یا ان کے جو members ہوں گے یا ان کو public servants یعنی سرکاری ملازم کے طور پر treat کیا جائے گا۔ سرکاری ملازم تو بے چارہ جس طرح سرکار کی چھری کے نیچے ہوتا ہے وہ کیا کرے گا۔ کم از کم یہ چیز آج ان پر عیاں ہو گئی ہے کہ وہ پھر ان کی چھری کے نیچے رہیں گے۔ اس کی ذرا اصلاح کی جائے۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ ثریا امیر الدین صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: بہت بہت شکریہ۔ جناب چیئر مین! ربیع الاول کے مبارک مہینے اور آج کے مبارک دن جب میری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں یہاں آئی ہیں اور خواتین کمیشن کا بل پیش کر رہی ہیں، مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ یہ میرے بھائی جو یہاں بیٹھے ہیں، اپنے دل کو بڑا کریں، وسیع القلبی کا مظاہرہ کریں اور اس بل کو pass کریں۔ گزشتہ 65 سالوں سے ہم پس رہے ہیں، آج ہم آواز اٹھانے کے قابل ہوئے ہیں۔ ہماری لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا تھا کہ میں پاکستانی خواتین کو promote کرنا چاہتی ہوں۔ جناب! آپ بھی promote کرنے کے لیے یہ بل pass کروادیں۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی انجینئر رشید صاحب۔

سینیٹر انجینئر ملک رشید احمد خان: جناب! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب چیئر مین: پوائنٹ آف آرڈر ہے تو پھر آپ رک جائیے۔ جی ہارون صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: شکریہ جناب چیئر مین۔ آج جو میں نے اپنی female colleagues کی speeches سنی ہیں تو مجھے لگتا

ہے کہ بہت جلد ہمیں ایک National Commission for the Protection of Men’s Right بھی بنانا پڑے گا۔

Having said that, I feel honoured to be sitting in this Parliament which has passed a

number of Bills protecting the rights of women. آج اس ملک میں women harassment نہیں ہو سکتی، آج اس

ملک میں کوئی اپنی ego کو satisfy کرنے کے لیے کسی عورت کے منہ پر acid نہیں پھینک سکتا، آج زبردستی کسی عورت کی شادی نہیں

ہو سکتی، اگر ہوگی تو اسے سات سے پندرہ سال قید ہوگی۔ آج اس ملک میں women inheritance کو کوئی deny نہیں کر سکتا۔ لہذا، ان سب laws کو جب ہم نے pass کیا ہے تو یہ ہم پر لازم ہوتا ہے کہ ہم ایک ایسا کمیشن بنائیں جو ان laws کو protect کرے اور جو rights ہم women کو دینا چاہتے ہیں، انہیں ensure کرے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ بل آج pass ہو جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ فرح عاقل صاحبہ۔

سینیٹر فرح عاقل: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں یہی کہنا چاہوں گی کہ میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس بل کی حمایت کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ باقی تمام سینیٹرز بھی اس کی حمایت کریں گے۔ آج وقت کی ضرورت بھی ہے کہ ایک ایسا autonomous کمیشن قائم ہو جو خواتین کے ساتھ ہونے والے امتیازی سلوک یا امتیازی قوانین اور دوسرے issues کو اچھے طریقے سے handle کر سکے۔ آپ کو پتا ہے کہ جو آج کل حالات چل رہے ہیں، ہماری society میں intolerance بہت زیادہ ہو گئی ہے، اس کی وجہ سے ہم آئے روز طرح طرح کے واقعات دیکھتے ہیں۔ ان چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے، اس کمیشن کا قیام وقت کی ضرورت ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ یہ قانون اچھی طرح سے pass ہو گا۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر سعیدہ۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب! میں اس بل کی حمایت میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس میں باوجود اس کے کہ ہمارے شہری بہت حساس ہیں، ہماری عورت کے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا، اس لیے ضرورت یہ محسوس ہو رہی ہے کہ ایک کمیشن ایسا بنانا چاہیے جو پاکستانی عورتوں کی بہتری کے لیے کام کرے۔ ہمیں یہ اعزاز مل رہا ہے کہ ہم آج اس کمیشن کو اپنی حمایت سے بنائیں اور اس میں اپنا حصہ ڈالیں۔ میں اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ متفق ہوں اور ان سے گزارش کرتی ہوں کہ یہ بل pass کر کے اپنی قوم کا سر فخر سے بلند کریں۔

Mr. Chairman: Thank you. Zahid sahib, do you want to say something on the Bill?

سینیٹر محمد زاہد خان: جی جناب! اگرچہ فرح عاقل صاحبہ نے اظہار خیال کیا لیکن پھر بھی میں بات کرنا چاہوں گا کیونکہ یہ ایک بہت اہم بل ہے۔ ہماری galleries میں جو خواتین آتی ہیں اور بیٹھی ہیں، ان کو اس بات کا احساس ہے اور یہ احساس ہمیں، پارلیمنٹ کو بھی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس بل کی ملک کو بہت ضرورت ہے کیونکہ 52% آبادی خواتین کی ہے۔ ہمارے معاشرے میں جتنی گھٹن ہے

اور اس گھٹن کی وجہ سے خواتین پر جو ظلم ہو رہا ہے، اس پر خواتین جتنے بھی بل لے کر آئیں ہمیں چاہیے کہ انہیں pass کریں۔ ہم ان کے ساتھ ہیں۔

جناب چیئرمین: قاری صاحب! آپ few words میں بات کر لیجیے۔

(جاری-----T07)

T07-02Feb2012

Ashraf/Ed.Zaidi Er.3

0530

سینیٹر قاری محمد عبداللہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محترم جناب چیئرمین! پروفیسر خورشید صاحب نے عالمانہ اور ناصحانہ انداز میں جو فرمایا ہے وہ تحقیق و انصاف کی عدالت میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عورتوں کو حقوق بھی دیئے جانے چاہئیں جو اسلام نے ان کو حقوق دیئے ہیں۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ جب باپ بازار سے چیزیں لائے تو سب سے پہلے بچی کو دے، بچے کو بعد میں دے۔ زبردستی کی شادی اسلام میں منع ہے لہذا یہاں میزبانا اور آواز نکالنا آسان کام ہے لیکن عدالت میں دلائل کو دیکھا جاتا ہے۔ پروفیسر صاحب نے جو دلیل کے ساتھ بات کی ہے، اس بات سے کون خوش نہیں ہے کہ عورتوں کو حقوق ملنے چاہئیں لیکن عورتوں کی بے باکی کو معاشرے میں، اسلامی معاشرے میں، ہماری تہذیب میں، ہمارے تمدن میں یہاں تک کہ ہمارے ملک میں سب کچھ ہے لیکن بے باکی پر پابندی ہے۔

Mr. Chairman: Thank you, Fauzaia Sahiba.

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان: جو میں کہنا چاہ رہی تھی وہ قاری صاحب لے کہہ دیا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو جو مقام دیا ہے اس کی رو سے بھی اس بل کو پاس ہونا چاہیے۔

Mr. Chairman: Thank you, Buledi Sahib, one minute.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: جیسا کہ قاری صاحب نے کہا ہے، اسلام نے عورت کو جو مقام دیا ہے اس لحاظ سے بھی کمیشن بننا چاہیے لیکن اس میں سرکاری ملازم نہیں ہونے چاہئیں بلکہ آزاد اور غیر جانبدار لوگ ہوں تاکہ سرکار کا عمل دخل نہ ہو۔ عورتوں کے یقیناً بہت سارے مسائل ہیں۔ ہم بڑے لوگوں کی عورتوں کے مسائل کو لیتے ہیں لیکن چھوٹے لوگوں کے ساتھ جو تھانوں میں،

سوسائٹی میں ہوتا ہے اور ان کے بچوں کو اٹھایا جاتا ہے، اغوا برائے تاوان جیسے ہزاروں واقعات ہوتے ہیں اور ان کی آواز بھی سننے والا کوئی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے ابھی مغرب کا وقت ہو رہا ہے، مشاہد اللہ صاحب ایک منٹ لے لیں کیونکہ پھر اذان ہو جائے گی۔ سب پارٹیوں کا موقف آپ کا ہے۔ جی مشاہد اللہ please.

سینیٹر مشاہد اللہ خان: کون کم بخت ہے جو خواتین کے حقوق کے favour میں نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میں کسی بات کو دہرانا نہیں چاہتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاشرے میں، جس میں ہم سانس لے رہے ہیں اس میں عورت کے ساتھ ظلم ہوتا ہے۔ یہ mail-dominating society ہے۔ ظلم مردوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے ایسی بات نہیں ہے لیکن عورت کو کمزور رکھا گیا ہے اور کوئی بھی ایسا بل جو خواتین کو ان کے حقوق دینا ہو اور وہ اس سے strengthen ہوتی ہوں تو ہر ایک کو اس کی support کرنی چاہیے۔ اب ایک شعر سنانے کا انہوں نے مجھ دیا ہے تو سن ہی لیں۔

جب بھی کسی عورت پر ظلم ہوتا ہے تو میرے ذہن میں میری والدہ جو اب اس دنیا میں نہیں ہیں، ان کا چہرہ آجاتا ہے اور وہ والدہ، بس میں یہیں پر بات ختم کروں گا کہ

اس طرح میرے گناہوں کو وہ دھو دیتی ہے

ماں بہت غصے میں ہوتی ہے تو رو دیتی ہے۔

میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Sabir Baloch Sahib, one minute.

سینیٹر صابر علی بلوچ: تمام ہاؤس نے اس بل کی حمایت کی ہے، میں بھی اس کی حمایت کرتا ہوں۔ میں صرف اس لیے آپ سے عرض کر رہا تھا کہ مجھے بھی گھر جانا ہے۔ If somebody will ask me, کہ جی سب نے اس کے متعلق کہا ہے مگر آپ نے کچھ نہیں کہا تو میں کہوں گا کہ She is already powerful لیکن اس کے بعد تو اور powerful ہو گئی ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you, Mandokhel Sahib, last speaker, quickly one minute

please.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب! آپ کی بڑی مہربانی۔ جس حد تک خواتین کے حقوق کا مسئلہ ہے، اس سے پہلے بھی اس ہاؤس میں یہ بات آئی تھی اور ہم سب نے متفقہ یہ فیصلہ کیا تھا تو اس کی تو ہم مکمل حمایت کرتے ہیں لیکن میں ایک چیز ریکارڈ کرانا چاہتا ہوں کہ Federal Legislative List میں یہ subject نہیں ہے۔ یہ صوبوں کا subject ہے۔ صرف یہ ریکارڈ کرانا چاہتا تھا۔ ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی مسئلہ ہو۔

Mr. Chairman: Thank you, It has been moved that the Bill to provide for the setting up of National Commission on the Status of Women [The National Commission on the Status of Women Bill, 2012], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was carried unanimously)

Mr. Chairman: Second reading of the Bill. There is no amendment in clauses 2 to 23, therefore I put these clauses together as one question before the House. The question is that clauses 2 to 23 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Pre-ambule and the title of the Bill. We may now take clause-1, the preamble and the title of the Bill. The question is that Clause-1, the preamble and the title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Please move item No.4.

Mr. Mustafa Nawaz Khokhar: Honourable Chairman! I beg to move that the Bill to provide for the setting up of National Commission on the status of women [The National Commission on the Status of Women Bill, 2012] be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for the setting up of National Commission on the status of women [The National Commission on the Status of Women Bill, 2012] be passed.

(The motion was carried and the Bill was passed unanimously)

(Thumping of desks)

Mr. Chairman: The House stands adjourned to meet again on Friday, the 3rd February, 2012 at 10.00 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 3rd February, 2012 at 10.00 a.m.]
